PMS-003 Samra Nazir

مضمون:- علی گڑھ کی تحریک اور اردو ادب:-

خاکہ:-

اردو شاعری
حالی کی تنقید نگاری
جدیدیت
ادب برائے اصلاح
نظم و نثر میں نئے موضوعات
نثری ادب (شبلی نعمانی کا ادبی فن)
مولوی نذیر احمد اور ناول نگاری
سرسید احمد خان کی مضمون نگاری
ردعمل:-
رومانوی تحریک

برصغیر پر اثرات؟

اردو زبان:-

شہد و شکر سے شیریں اردو زبان ہماری
ہوتی ہے جس کے بولے میٹھی زبان ہماری
(حالی)

اردو اس وقت دنیا کی چند بڑی زبانوں میں سے ایک ہے۔ انگریزی کے بعد اردو دنیا کی سب سے بڑی زبان ہے۔ اردو بولتے اور سمجھنے والے تقریباً دنیا کے ہر خطے اور ہر ملک میں موجود ہیں۔ پاکستان میں اردو کو قومی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ اور یہ ملک بھر میں رابطے کی واحد زبان ہے۔

ادب اور اردو ادب کی اہمیت؟

اردو بذاتِ خود ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی "لشکر" یا "فوج" کے ہیں۔ اردو زبان کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں ہر زبان کے الفاظ خواہ کسی بھی لہجے اور کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں، با آسانی جذب ہو سکتے ہیں۔ اردو زبان جہاں رابطے کی زبان ہے۔ وہیں یہ قومی تشخص کی بھی علامت ہے۔ اردو زبان میں بہت سا ادبی

Scanned with CamScanner

ثقافتی، علمی اور مذہبی سرمایہ ہے۔

سلیقے سے ہواؤں میں جو خوشبو گھول سکتے ہیں
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جو اردو بول سکتے ہیں

شاعری ایک بہت ہی معروف روایت اور اشیائی مقبول صنف ہے۔ اسکی بہت سی اقسام ہیں۔ زیادہ تر شعری اصناف عربی زبان سے ماخوذ ہیں۔ لیکن آج کل اردو شاعری جنوبی ایشیاء کی تہذیب کا ایک اہم حصہ ہے۔

میر درد، غالب، داغ، اقبال، جگر، فیض، احمد ندیم قاسمی، محسن، فراز، امیر، ذوق، خواجہ حیدر علی آتش، اکبر، شکیب جلالی، حالی، ناصر کاظمی اور جسرت موہانی اردو شاعری کے سب سے بڑے اور چند اہم شعراء میں سے ہیں۔

برطانوی دور میں اردو زبان کو عروج حاصل ہوا اور اسے سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ پاکستان کی قومی زبان بھی اردو ہے۔ بانی پاکستان نے ڈھاکہ میں ۲۱ مارچ 1947ء کو اعلان فرمایا تھا۔

پاکستان کی قومی زبان اردو اور صرف اردو ہوگی۔

اردو زبان و ادب صرف کاغذ پر ہی نہیں بلکہ اسکو وسیع پیمانے پر پڑھا، گایا اور سنا جاتا ہے۔ مشاعرے منعقد کیے جاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے شاعری کے ذریعے اردو زبان میں روح پھونکی۔ اور اسی زبان کو عوام تک اپنے کلام کی ترسیل کا ذریعہ بنایا۔

اگر اردو تنقید پر گفتگو کی جائے تو سب سے پہلے مولانا الطاف حسین حالی کا نام

سا جائے گا۔ کیونکہ وہ پہلے تنقید نگار ہیں جنہوں نے اردو تنقید کے اصول مقرر کیے۔

۱۸۹۳ء میں "**دیوان حالی**" شائع ہوا۔
اسمیں ایک مضمون تھا۔ جو کہ "مقدمہ شعر و شاعری" کے نام سے مشہور رہا ہے۔ مقدمہ شعر و شاعری شائع ہوا تو چاروں طرف سے مخالفت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ حالی کو خیالی اور ڈفالی جیسے ناموں سے پکارا گیا لیکن جب طوفان تھما۔ اور سنجیدگی سے حالی کے کارنامے پر غور کیا گیا تو تسلیم کرنا پڑا کہ حالی اردو کے پہلے باضابطہ تنقید نگار ہیں۔ اور ان کی تصنیف اردو کی پہلی باضابطہ کتاب ہے۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اسے اردو تنقید کا پہلا نمونہ کہا۔ اور پروفیسر آل احمد سرور نے اسے اردو شاعری کا پہلا منشور کا نام دیا۔

اردو زبان کا مطالعہ کیا جائے اگر جدیدیت پر نظر دوڑائی جائے۔ تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جدیدیت کا ایک تاریخی، فلسفیانہ اور ادبی تصور ہے۔ ہمارے ملک میں جدیدیت انیسویں صدی سے شروع ہوئی ہے۔ یہ جدیدیت مغرب کے اثر سے آئی ہے۔

ادب میں جدیدیت کے واضح تصور کی ایک خاص اہمیت ہے۔ جہاں جدیدیت نے نئے ادوار اور نئی نئی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ وہیں بہت سی مشکلات اور نئی الجھنیں بھی بڑھائی ہیں۔ لیکن انسانیت کی بقا صرف سائنس میں ہی نہیں ادب میں بھی ہے۔

ابتدا ہی سے ادب برائے ادب اور ادب برائے

زندگی کے نقوش اُگائے جاتے تھے چونکہ ادیب ایک صحت مند اور
باشعور معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ ادیب، شاعر اور ادبی شخصیات کو معاشرے
میں ایک مقام حاصل ہے۔

کارل یونگ نے اپنی کتاب میں لکھا۔

"Modern man is search of a soul"

کہ شاعر اور ادیب کا کام یہ ہے کہ وہ معاشرے کی روحانی
ضروریات کو پورا کریں۔ اگر ہم روحانی ضروریات
پر غور کریں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی قوم کی نفسیاتی
صحت کا دارومدار اس قوم کے شاعروں، ادیبوں اور
فنکاروں کی سچائی اور سماجی انصاف سے وابستگی پر ہے
روحانیت کی کنجی ہی سچائی ہے۔

قلم کی حوصلہ مندی اور
سچی عدت نے بڑی بڑی تحریکات کی تشکیل کی۔ اور قلم کی طاقت
سے سمت اور طاقت پر بڑی سے بڑی جنگ میں فتح یابی حاصل
ہوئی۔ سر سید احمد خان نے پوری قوم کا شیرازہ سنبھالا۔
انہوں نے قلم سے اپنے مضامین لکھے۔ جنہوں نے آہستہ آہستہ
افراد اور معاشرے کے ذہنوں کو کشادہ کیا۔ لوگ تعلیم کی
طرف مائل ہوئے۔ اور مشرق کے ساتھ ساتھ مغرب کی اہمیت
بھی سمجھ آنے لگی۔ ادب کے ذریعے لوگوں کی اصلاح ہوئی

دراصل اردو ہی پاکستان کا تشخص ورثہ ہے

ہے زندہ وطن سے رسمِ ثقافت اسی سے ہے
آزادی وطن کی علامت اسی سے ہے۔

اردو زبان و ادب کے ذریعے ہی علامہ اقبال اور
سر سید احمد خان نے مسلمانوں میں ایک نئے جذبہ
کی روح پھونکی۔

اردو ادب کی دو اصناف ہیں۔ اردو نثر اور اردو نظم یعنی کہ اردو شاعری۔ نظم شاعری کی ایک ایسی قسم ہے جو کسی عنوان کے تحت ایک موضوع پر لکھی جاتی ہے۔ یہ بحر اور قافیہ سے پابند بھی ہوتی ہے۔ اور ان قیود سے آزاد بھی۔ اسمیں مضامین کی وسعت ہوتی ہے۔ نظیر اکبرآبادی نے نظم کو عروج دیا۔ انہوں نے اردو نظم میں اہم کردار ادا کیا۔ علامہ اقبال نے اردو نظم میں بہت کچھ لکھا۔

جبکہ نثر ایسے ہے ہیں۔ جب کوئی ادیب اپنے تخلیقی ذہن میں موجود خیالات کے جزیرے کو قلم بند کرتا ہے۔ نثر کے لیے کسی بحر کی ضرورت ہے نہ قافیہ اور ردیف کی۔ نثری ادب کی مختلف اصناف ہیں مثلاً افسانہ، مختصر افسانہ، کہانی، داستان، آپ بیتی وغیرہ۔ نظم و نثر میں بہت سے موضوعات ہیں۔ نظم میں پابند نظم، آزاد نظم، معریٰ نظم، نثری نظم وغیرہ۔ جبکہ نثر بھی دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ افسانوی ادب اور غیر افسانوی ادب۔ اس کے علاوہ سرسید احمد خان نے بھی نئے موضوعات متعارف کروائے۔ شبلی نعمانی ان لوگوں میں سے ہیں جو سرسید احمد خان کے اثر اور فیض صحبت کی بدولت معقولیت کے حدود اور تنگ دائرہ سے نکل کر ادب کے وسیع میدان میں آئے۔ انھوں نے اردو زبان میں اسلامی تاریخ کا صحیح ذوق پھیلایا۔ تاریخ میں انھوں نے اسلامی تاریخ کی عظیم شخصیتوں کے حالات زندگی قلم بند کرنے کا ایک سلسلہ شروع کیا جسمیں متعدد نامور اسلاف آ گئے۔ ان سب کی مشہور و مقبول کتاب خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی سوانح "الفاروق" ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی آخری تصنیف "سیرت النبیؐ" ہے۔

Scanned with CamScanner

آپ چاہتے تو ہیں اس بزم میں شبلی سخن
حال دل دیکھیے اظہار نہ ہونے پائے

اردو ادب کی دو بڑی شخصیتوں میں شبلی ہی وہ خوددار ہستی ہے جس نے مغربی علوم و فنون کی تیز و تند آندھی میں بھی مشرقی علوم و فنون کے دیئے نہ صرف بجھنے نہ دیے بلکہ اپنی تلاش و جستجو سے اسکی لو بھی بڑھائی۔ **الفاروق، سیرت النبی** کے علاوہ شبلی نعمانی نے بے شمار تاریخی و تحقیقی مضامین لکھے۔ جس سے تاریخ دانی اور تاریخ نویسی کا عام شوق پیدا ہوا۔ شبلی نعمانی اعلیٰ درجہ کے سخن شناس تھے۔ شبلی نعمانی نے اردو اور فارسی دونوں میں شاعری کی۔ لیکن دونوں زبانوں کی شاعری کا مزاج مختلف ہے۔ اردو میں انہوں نے عموماً قومی اور سیاسی شاعری کی۔ اور فارسی میں عشقیہ شاعری ہے۔ جو کہ عوام کی دونوں سے ہی گزرتی ہے۔ شبلی نے ہر طرح سے علماء کو جمع کر کے اعلیٰ تحقیق و تصانیف کا ایک ادارہ "**دارالمصنفین**" کے نام سے قائم کرنے کا ارادہ کیا اسکا مکمل انتظام بھی کیا۔ لیکن ادارے کا افتتاح ان کی وفات کے بعد ہوا۔ شبلی نعمانی کی خدمات اردو ادب کے لیے ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی کے علاوہ ڈپٹی مولوی نذیر احمد نے بھی اردو ادب کے لیے گراں قدر خدمات سر انجام دیں ہیں۔ مولوی نذیر احمد نے بے شمار تصانیف لکھیں۔ انکو اردو کا پہلا ناول نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ مولوی نذیر احمد کی تصانیف میں "**مراۃ العروس، فسانہ مبتلا، محصنات، مواعظ حسنہ، الحقوق والفرائض، رویائے صادقہ**" شامل ہیں۔ آپ نے مختلف کتابوں کا ترجمہ بھی کیا جن میں "**ترجمہ قرآن مجید، تعزیرات ہند انڈین پینل کوڈ، قانون انکم ٹیکس 1861، شہادت 1876** اور

محاورن شہادت 1863ء شامل ہیں۔ اردو ناول نگاری کی بنیاد مولوی نذیر احمد نے رکھی۔ مولوی نذیر احمد نے بہت سی کتابیں لکھیں لیکن ان کی شہرت کا اصل مدار ان کے ناولوں پر ہے۔ ان کے لکھے ناول اتنے پسند کیے گئے کہ حکومت کی طرف سے ان کو انعام و اکرام سے بھی نوازا گیا۔ توبۃ النصوح کو بھی بے حد مقبولیت ملی۔ اس کے علاوہ نذیر احمد کو مقالہ نگاری میں بھی مہارت حاصل تھی۔ انسانی نفسیات سے وہ گہری واقفیت رکھتے تھے۔ مولوی نذیر احمد کے ناول اور مضامین اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

سر میری گھٹی میں پڑی تھی ہو کے حل اردو زبان
جو بھی میں کہتا گیا حسنِ بیان بنتا گیا۔

(فراق گورکھپوری)

اردو ادب کی خدمات میں سرسید احمد خان کا نام بھی شمار کیا جاتا ہے۔ سرسید نے بھی اردو زبان و ادب کے لیے گراں قدر خدمات پیش کیں۔ انہوں نے اپنے رفقاء کار کے ساتھ مل کر کام کیا۔ سرسید احمد خان نے متعدد تصانیف لکھیں جن میں آثار الصنادید، اسبابِ بغاوتِ ہند، سرکشی ضلع بجنور، کلمۃ الحق، خطبات، کیمیائے سعادت، تحفۃ الحسن، اور آئینِ اکبری کی تصحیح وغیرہ شامل ہیں۔ ان تصانیف کو بہت سراہا گیا۔ اس کے علاوہ سرسید احمد خان نے ایک تحریک چلائی۔ علی گڑھ تحریک ایک بہت بڑی فکری اور ادبی تحریک تھی۔ خصوصاً ادبی لحاظ سے اس کے اثرات کا دائرہ بہت وسیع ثابت ہوا۔ اس تحریک کی بدولت نہ صرف اسلوبِ بیان اور روحِ مضمون میں تبدیلی آئی بلکہ ادبی انواع کے معاملے میں بھی نامور ان علی گڑھ کی توسیع کی کوششوں سے بڑا کام کیا۔ اور بعض ایسی اصناف ادب

کو رواج دیا۔ جو کہ مغرب سے حاصل کردہ تھیں۔ اردو زبان میں ایسا جادو ہے جو کہ دلوں کو باندھتا ہے۔ بقول شاعر

سا جو دل باندھے وہ جادو جانتا ہے
مرا محبوب اردو جانتا ہے

(آرشین دہلوی)

سر سید احمد خان نے مسلمانوں میں بیداری علم کی تحریک پیدا کی۔ آپ رشتوں میں صدی تک بہت بڑے مصلح اور رہبر تھے۔ سر سید احمد نے بہت سے مضامین بھی لکھے۔ جن میں رسم و رواج، **خوشامد، آزادی رائے، غلامی، گزرا ہوا زمانہ، بحث و تکرار، امید کی خوشی، دین و دنیا کا رشتہ،** وغیرہ شامل ہیں۔ سر سید احمد خان نے ایک رسالہ جاری کیا **تہذیب الاخلاق** کے نام سے۔ تاکہ مضامین لکھ کر تعلیمی اور معاشرتی، ادبی مسائل کو دور کیا جا سکے۔ سر سید احمد خان نے اردو زبان کو استعمال کر کے ذرہ آفتاب بنا دیا ہے۔ سر سید احمد خان ایک جامع الصفات شخص تھے۔ آپ نے اپنے مضامین کے ذریعے لوگوں میں نئی سوچ اور شعور پیدا کیا۔ سر سید احمد خان کی بدولت ہی اردو اس قابل ہوئی کہ علمی، سیاسی، اخلاقی، تاریخی الغرض ہر قسم کے مضامین کی حامل بنی۔ سر سید احمد خان کو اردو زبان مضمون نگاری کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ سر سید احمد خان نے مغربی نثری صنف (Essay) کی طرز پر اردو میں مضمون نگاری شروع کی۔ سر سید احمد خان نے اردو میں مضمون نگاری کی ابتداء کی تو ڈپٹی نذیر احمد نے ناول نگاری کی صنف کو متعارف کروایا۔ حالی نے سوانح نگاری سے اردو ادب کا ناتا جوڑا اور مقدمہ شعر و شاعری کی صورت میں جدید تنقید کے اصول وضع کیے۔ شبلی نے **سیرت نگاری**

جیسی صنف کا تحفہ اردو ادب کو دیا۔ یہ زمانہ اردو ادب
کا شاندار دور تھا۔ سر سید احمد خان نے جہاں مذہبی
اخلاقی اور سیاسی موضوعات پر لکھا وہیں تعلیم، سائنس
انگریز دوستی، مغربی تہذیب کی اچھائیاں اور عام مسلمانوں
کے حالات جیسے موضوعات کو نظر انداز نہیں کیا۔ ان
مضامین نے نہ صرف سر سید کی تحریک کے مفادات کو آگے
بڑھایا۔ بلکہ اردو نثر کا وقار بھی بلند کیا۔ نئے اسالیب
کو متعارف کروانے اور قابل قبول بنانے میں سر سید احمد خان
اور ان کے ساتھیوں کا حصہ ناقابل فراموش ہے۔ سر سید
کے مضامین میں مقصد کا عنصر غالب ہے۔ اور وہ ہمیشہ اپنے
مقصد ہی کی بات کرتے ہیں۔
ان کی کسی بھی تحریک کے ایک دو
پیراگراف پڑھ کر ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ ہمیں کس طرف
لے جانا چاہتے ہیں۔ اور ان کے مضامین کا اصل مقصد کیا
ہے۔ سر سید کی تحریر میں کافی حد تک شگفتگی پائی جاتی
ہے۔ وہ اپنے مضامین میں شگفتگی پیدا کرنے کے لیے کبھی کبھی
ظرافت سے کام لیتے تھے۔ لیکن ظرافت اس حد تک ہوتی تھی
جس حد تک ان کی سنجیدگی، متانت اور مقصد کو گوارا ہے۔
سر سید احمد خان کے مضامین میں اثر و تاثیر پائی جاتی ہے
ان کے خیالات میں خلوص اور سچائی ہے۔ سر سید احمد خان
کی تحریر میں یقین و اعتماد پیدا کرتی ہیں۔ ان کی تحاریر
رنگ خیالات ادا کرنے کا قابل ہوتی ہے۔

ہم ہیں تہذیب کے علمبردار
ہم کو اردو زبان آتی ہے۔
(محمد علی ساحل)

سر سید احمد خان نے اپنے مضامین اور تحاریر سے اردو زبان و ادب

کو اس حال میں مقام عطا کیں۔

رومانوی تحریک کو عموماً سر سید احمد خان کی علمی تحریک کا ردعمل قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ سر سید احمد خان کی تحریک ایک اصلاحی تحریک تھی۔ یہ دور تحریک الاخلاق کا دور تھا اور تہذیب اخلاق کو ادبی، مذہبی، اخلاقی، تہذیبی اور تمدنی محور پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسی جذبے اور احساس کے خلاف رومانوی نوعیت کا ردعمل شروع ہوا۔

رومانیت کا مطلب رومانس ہے۔ عشق و محبت سے متعلق تمام چیزوں کو رومانوی کہا جانے لگا۔ اردو میں رومانیت کی ابتدا انیسویں صدی کے آخری حصے میں ہوئی۔ لیکن اسے فروغ بیسویں صدی میں ملا۔ وقتی حالات اور مغربی خیالات نے اس تحریک کو آگے بڑھنے میں مدد دی۔ رومانوی تحریک ایک ایسی تحریک تھی جس نے نہ صرف مغربی ادب کو متاثر کیا۔ بلکہ اردو ادب نے بھی اس کے گہرے اثرات کو قبول کیا۔ انگریزی ادب میں **ورڈز ورتھ** اور **کولرج** کی شاعری میں رومانوی تحریک کے نقوش ملتے ہیں۔ اس کے بعد اردو ادب میں بھی آہستہ آہستہ رومانوی رجحان واضح ہونے لگا۔ اس رجحان کے علمبرداروں میں **اقبال، اختر شیرانی، عظمت اللہ خان**، **جوش** اور **حفیظ جالندھری** کے نام اہم ہیں۔ ترقی پسند شعراء کے ہاں بھی رومانوی رجحان ملتا ہے۔ انگریزی ادب میں رومانیت سے جو مفہوم اخذ کیا گیا۔ اردو شعراء نے اسے قطعی مختلف انداز میں لیا۔ اردو شاعری میں رومانیت بالعموم عشقیہ شاعری کے مفہوم میں پیش کی جاتی رہی ہے۔ مغرب کی رومانوی شاعری سے تخلیق کار اور قاری دونوں کو فرسودہ روایتی انداز سے نکال کر نئے انداز کی جانب مائل کیا۔

Scanned with CamScanner

علی گڑھ تحریک کا ذکر آخری پیرا میں نہیں کیا گیا

الغرض اردو ایک ایسی زبان ہے جس نے تمام ادبی پہلوؤں پر
احاطہ کر رکھا ہے۔ خواہ وہ شاعری ہے، نظم ہو، افسانہ
غیر افسانوی یا کوئی ناول ہو، ڈرامہ ہو۔ اردو زبان
اپنے اندر بے شمار مواد سموئے ہوئے ہے۔ اس میں
بے شمار زبانیں پائی جاتی ہیں۔ اور اردو زبان
دنیا کے ہر خطے میں بولی جانے والی تیسری بڑی زبان
ہے۔ اردو زبان اظہار کا سب سے حسین اور
بہترین ذریعہ ہے۔ کسی بھی قوم اور ملک کی ترقی اس
قوم کی قومی زبان پر منحصر ہوتی ہے۔ بلکہ اتحاد و ترقی
کی ضامن بھی ہوتی ہے۔ اور اس ملک کی شہرت اور
تہذیب و تمدن کی اساس بھی ہوتی ہے۔

سال کا نہیں یہ ساتھ یہ صدیوں کا ساتھ ہے
تشکیل ارضِ پاک میں اردو کا ہاتھ ہے۔

Scanned with CamScanner